پیران سندھ اور تحریک آزادی

محمد قاسم سومرو

سندھ میں تصوف کی بنیادیں عرب دور حکومت سے ملتی ہیں۔ کتابوں میں تحریر ہے کہ عرب دور میں بوعلی سندھی نے نامور صوفی بایزید بسطامی سے ملاقات کی تھی۔ دونوں بزرگوں نے دوران ملاقات علمی اور صوفیانہ نقاط پر بحث کی۔ سندھ میں اس وقت قدیم ترین صوفی کا مزار ضلع ٹھٹھہ کے گجو شہر کے نزدیک شیخ بو ترابی کا بتایا جاتا ہے[۱] اس عارف کا تعلق بھی عرب دور حکومت سے تھا۔ اس طرح سندھ میں تصوف کی بنیاد پڑی اور باقاعدہ خانقاہیں قائم ہوئیں۔ "سومرا" اور "سمہ" دور حکومت تک تصوف کے مختلف سلسلے سندھ میں پہنچ چکے تھے۔ میر (تالپور) دور حکومت میں جب انگریزوں نے سندھ میں قدم رکھا اور بعد میں جب ۱۸۴۳ء میں یہ ملک انگریزوں کے ہاتھوں فتح ہوا۔ اس دور کے مشہور انگریز مصنف رچرڈ ایف برٹن Richard F. Burton اس وقت کے صوفیانہ ماحول کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"There is nothing more remarkable in Sindh than the number of holymen it had produced and the extent to which the modification of Pantheism called "Tasawwuf" throughout the world of Islam is spread among the body of Islam."

ترجمہ: "سندھ میں اس سے زیادہ قابل ذکر دوسری کوئی بات نہیں کہ وہاں پر مقدس ہستیاں زیادہ تعداد میں پیدا ہوئی ہیں' جنہوں نے تصوف کو سندھ کے اندر اس قدر مضبوط کیا ہے کہ وہ اسلام کا جزو بن چکا ہے"۔[۲]

سندھ کے صوفیائے کرام' پیر حضرات اور سجادہ نشینوں نے ملکی سیاست اور مسائل میں ہمیشہ دلچسپی لی ہے۔ اس ضمن میں خاص مثال قاضی قادن اور مخدوم بلاول کی پیش کی جا سکتی ہے۔[۳] موجودہ دور میں مورخین نے پیروں اور سجادہ نشینوں کی سیاست اور ملکی ماحول میں دلچسپی لینے پر عجیب و غریب وضاحتیں پیش کی ہیں۔ ان کو چھوڑ کر اس مقالے میں ہم مختصراً یہ دیکھیں گے کہ سندھی صوفیائے کرام نے کس طرح انگریز سرکار کے خلاف اپنی سرگرمیاں دکھائیں اور وطن دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے ملکی آزادی اور قومی نجات کے لئے کام کیا۔

سندھ کے بالکل شمالی حصے پر "بھرچونڈی شریف" درگاہ کا اس ضمن میں اہم کردار رہا ہے۔ درگاہ کے بانی "حافظ الملت" حافظ محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ کا زمانہ انیسویں صدی کا نصف آخر ہے۔ اگرچہ آپ کے سوانح نگار حضرات کا خیال ہے کہ، حافظ صاحب نے کبھی بھی سیاست میں براہ راست حصہ نہیں لیا۔ اس کے باوجود بھی آپ ملکی ماحول سے ہمیشہ باخبر رہتے تھے اور اس ضمن میں انہوں نے کبھی بھی غفلت نہیں برتی۔[۴]

اس درگاہ کا سندھ کی سیاست اور ملکی آزادی کے حوالے سے حقیقت میں بہت بڑا کردار ہے۔ مولانا عبیداللہ سندھی ابتدا" سندھ میں "بھرچونڈی شریف" پہنچے اور آتے ہی حافظ محمد صدیق کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ انگریز دشمنی اور دین اسلام کی تبلیغ کے علاوہ وطن سے محبت اور آزادی سے محبت کا درس آپ نے یہیں سے حاصل کیا۔ آگے چل کر مولانا عبیداللہ سندھی ہند اور سندھ کی سیاست کے افق پر درخشاں ستارے کی طرح ابھرے۔ یہ کردار دراصل "بھرچونڈی شریف" دربار کا ہے۔

اس کے بعد انگریز دشمنی میں امروٹ شریف کی خانقاہ کا بڑا نام ہے۔ مولانا تاج محمد امروٹی دربار عالیہ بھرچونڈی شریف سے فیض یافتہ ہیں۔ مولانا تاج محمد امروٹی نے ملکی سیاست میں جو کردار ادا کیا ہے وہ کسی بھی رسمی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ پیر علی محمد شاہ راشدی نے بہترین الفاظ میں مولانا امروٹی کا ذکر کیاہے۔ پیر صاحب لکھتے ہیں کہ "انگریز سامراج کے خلاف، خلافت اور کانگرس تحاریک کے سلسلے میں جہاد کا جو جذبہ بیدار ہوا، سندھ میں اس جذبے کی بیداری کے حقیقی بانی و رہنما مولانا تاج محمد امروٹی تھے۔ اس کام میں آپ کے ساتھ دوسرے بزرگان دین بھی شریک رہے۔ لیکن ان تحاریک کے اصل روح و رواں مولانا امروٹی تھے۔ جن کے پایہ استقامت نے اس میدان میں دم آخر تک کوئی لغزش نہ کھائی"۔[۵] بحیثیت ایک ادیب، مصنف، شاعر، مبلغ اور مفکر کے، مولانا تاج محمد امروٹی کا نام بہت بلند ہے۔ آپ کے سیاسی کردار کے لئے ایک الگ کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔ مولانا عبیداللہ سندھی بھرچونڈی شریف کے بعد امروٹ پہنچے، جہاں وہ اپنے انقلابی کاموں میں سرگرم ہو گئے۔[۶]

سندھ کی خانقاہوں اور پیران سندھ کی طرف سے فرنگیوں کے خلاف ادا کئے گئے کردار کے حوالے سے راشدی پیر صاحبان کی درگاہ کا بڑا نام ہے۔ ضلع خیرپور کے "پیر جوگوٹھ" میں موجود راشدی

خاندان کی درگاہ آج بھی قائم ہے۔ اس درگاہ کے بڑے پیر صاحب (سجادہ نشین) کو پیر پاگارہ کہا جاتا ہے۔ اس درگاہ کے بانی پیر محمد راشد ہیں۔ جنھوں نے عباسی (کلہوڑہ) دور حکومت کے آخر میں اپنی صوفیانہ تبلیغ کے سلسلے کو قائم کیا اور آپ کی اولاد بعد میں آگے چل کر راشدی سادات کہلانے لگی۔ اس درگاہ کی طرف سے انگریزوں کو انیسویں صدی کی آخری دہائی میں پہلی دفعہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، پھر بیسویں صدی کے نصف اول میں راشدی پیر صاحبان کے بڑوں نے انگریزوں کو بڑی مصیبت اور آزمائش میں ڈال دیا۔ اس وقت پیر صبغت اللہ "پیر پاگارہ" گدی نشین تھے۔ پیر صاحب کے "حروں" نے زبردست جدوجہد کی تو پیر صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔[۷] حالات اس موڑ پر جا پہنچے کہ بالاخر انگریزوں کو سندھ میں پیر صاحب کے اثر و رسوخ والے علاقوں میں مارشل لاء لگا کر حالات پر قابو پانے کے لئے اقدامات کرنے پڑے اور ایک خاص انگریز عملدار "لیمبرک" کو اس کام کے لئے مقرر کیا گیا۔ صورتحال اس قدر سنگین ہو گئی کہ بالاخر پیر صاحب کو پھانسی دے کر شہید کر دیا گیا۔[۸]

راشدی خاندان کی ایک شاخ ضلع حیدر آباد کے سید آباد (سعید آباد) شہر کے نزدیک رہتی ہے اور وہ "جھنڈے والے پیر" کہلاتے ہیں۔ ان راشدی سادات نے بھی ملکی آزادی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کو یہاں پر پیر صاحبان کی طرف سے پناہ دی گئی اور اپنی انقلابی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت بھی دی گئی۔ کیا یہ اقدامات کوئی کم اہم نوعیت کے تھے؟

راشدی سادات میں لاڑکانہ کے پیر صاحبان نے بھی سرگرم کردار ادا کیا۔ پیر تراب علی شاہ راشدی کو پیر علی محمد شاہ راشدی مرحوم نے زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ پیر صاحب لکھتے ہیں کہ "شاہ سائیں کی انگریزوں سے قطعاً" نہیں بنتی تھی ..... انگریزوں کے گوروں اور کالے اہل کاروں سے سخت نفرت کرتے تھے۔ کسی انگریز پر نظر پڑتی تھی تو منہ پھیر لیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ "بے وس ہیں۔ لیکن اگر دشمن تک ہاتھ نہیں پہنچ سکتا تو کم سے کم آنکھوں کی غیرت تو قائم رکھیں"۔[۹]

خود پیر علی محمد شاہ راشدی کا نام بھی تحریک آزادی کے رہنماؤں میں نمایاں ہے۔ آپ مسلم لیگ کو سندھ میں منظم کرنے والے کارکنان میں سے ایک اہم کارکن تھے۔ قائد اعظم کے ساتھی کی حیثیت سے آپ کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ پیر صاحب نے تحریک آزادی میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ سر عبداللہ ہارون کے ساتھ مل کر اور بعد میں محترم سائیں جی ایم سید کے ساتھ تحریک پاکستان میں

نمایاں کام کیا اور کامیابی حاصل کی۔ پیر صاحب کی کتاب "اھی ذ تلنمن اھی شیمن" بذات خود تحریک آزادی پر تحقیقی کام کرنے کے لئے ایک زبردست دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔[۱۰]

سندھ میں "سمہ" دور حکومت کے زوال کے وقت سید حیدر "سن" والے بڑے انقلابی سجادہ نشین گزرے ہیں، تو اریخ میں آپ کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔[۱۱] اسی درگاہ کے ایک سجادہ نشین جی ایم سید نے مختلف تحاریک میں سے ہوتے ہوئے آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ مسجد منزل گاہ تحریک، جس میں دربار عالیہ بھرچونڈی شریف کا بھی بہت بڑا کردار ہے، جی ایم سید نے بھی اس تحریک میں زبردست حصہ لیا۔ بالاخر ہندوؤں کی ہٹ دھرمی سے تنگ آ کر قائداعظم کے رفیق بن گئے۔ سندھ کے کونے کونے میں دورے کر کے لوگوں کو مسلم لیگ اور قائداعظم سے متعارف کروایا۔ شاہ صاحب نے تحریک پاکستان کے لئے سندھ میں راہ ہموار کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا ۱۹۳۸ء[۱۲] اجلاس، آل انڈیا مسلم لیگ کا ۱۹۴۰ء[۱۳] اجلاس، جس میں قرار داد پاکستان منظور کی گئی۔ سید صاحب نے بعد میں سندھ اسمبلی سے مارچ ۱۹۴۳ء[۱۴] میں سندھ کی طرف سے پاکستان کی حمایت میں قرارداد پاس کروائی۔[۱۵] یہ سب سید صاحب کے تاریخی کارنامے ہیں۔ اس طرح آپ تحریک آزادی کے ایک بڑے رہنما کی حیثیت سے ابھرے۔

اس مختصر مقالہ میں سندھ کی خانقاہوں کی طرف سے تحریک آزادی میں اد کئے گئے کردار کے متعلق مختصر ذکر کیا گیا ہے، گو کہ اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ شیخ بو ترابی کو تبع تابعی کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو شہادت کا درجہ بھی حاصل ہے۔ آپ کا تعلق عباسی (کلھوڑا) دور حکومت سے تھا۔ (تحفتہ الکرام" سندھی ترجمہ مخدوم امیر احمد ۱۹۷۶ء جام شورو سندھی ادبی بورڈ، ۶۳۲ - ۶۴۱)

۲۔ Richard F. Burton, Sindh and the Races that inhabit the valley of Indus, Karachi Indus Publication, 1988 (Reprint) 198.

۳۔ مخدوم بلاول "سمہ" تھے۔ آپ ارغون حکمرانوں کے مخالف تھے۔ جب کہ قاضی قادن ارغون فاتحین کے قریب تھے۔ شاہ بیگ ارغون نے بعد میں مخدوم بلاول کو چکی میں پسوا کر شہید کرا دیا۔
(تفصیلات کے لئے دیکھئے' غلام محمد لاکھو "سمن جیسی سلطنت" پاکستان اسٹڈی سینٹر' سندھ یونیورسٹی جام شورو' ۱۹۸۷ء' ۹۶)

۴۔ حال ہی میں درگاہ بھرچونڈی شریف پر علمی اور تحقیقی کام کے حوالے سے سالانہ ادبی نشست منعقد کی گئی۔ درگاہ کے بانی "حافظ الملت" حافظ محمد صدیق کے دینی اور قومی خدمات دیکھئے "معارف حافظ الملت ۔ ۳"
(مرتب: محمد پنہل ڈھر' ڈہرکی' حافظ الملت اکادی ۱۹۹۵ء)

۵۔ پیر علی محمد شاہ راشدی "اھی ڈینھن اھی شینھن" جلد ا' جام شورو سندھی ادبی بورڈ ۱۹۷۴ء' ۱۹۳ ۔ ۱۹۴

۶۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے' پروفیسر محمود شاہ بخاری' "وطن بھی آزادی جو امام" حیدر آباد شہباز پبلیکیشن' ۱۹۸۴ء

۷۔ "Hurr" an Arabic word means "Free": And it is because of their spirit of Freedom that the followers of Pagaro Pirs and called Hurrs. Mirza Qallech Baig in his book "Qadeem Sindh" contends that "Syed Sibghatullah Shah(I) had given the title of "Hurr" to his disciples. Keeping in view the example of Hurr s secrifice of life for Hazrat Imam Hussain in the battle of Karbala."

۸۔ سارا انصاری نے "سندھی پیر اور برطانوی راج" میں اس کے متعلق زیادہ دلچسپ پیرائیے میں لکھا ہے۔ اس کتاب کا چھٹا باب پیر صاحب پاگارہ مارشل لاء اور پھر پیر صاحب کو دی گئی سزا سے متعلق ہے۔ یہ کتاب فکشن ہاؤس لاہور نے ۱۹۹۴ء میں شائع کی۔

۹۔ اھی ڈینھن اھی شینھن' بحوالہ سابقہ' ۵۰۶

۱۰۔ یہ کتاب "اھی ڈینھن اھی شینھن" سندھی ادبی بورڈ جام شورو نے تین جلدوں میں

شائع کی ہے۔

۱۱۔ میر محمد معصوم بکھری لکھتے ہیں: "بارہ سال کی عمر سے مولانا عمر نے مخدوم بلاول کی صحبت اختیار کی اور آپ کی اعلیٰ تربیت کی وجہ سے اونچا مقام پایا۔ آپ صاحب کرامات تھے۔ سن ۹۳۷ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ (تاریخ معصومی، اردو ترجمہ، اختر رضوی، حیدر آباد، سندھی ادبی بورڈ ۱۹۵۹ء، ۲۸۱ ۔ ۲۸۲)

۱۲۔ G. Allana, Pakistan Movement Historic Documents, 12 Karachi, Paradise Subscription Agency,1968.

۱۳۔ For the details of the text of resolution see resolution of All India Muslim League from March 1940 to April 1941,Delhi 1944.

۱۴۔ The daily Gazette,Karachi,March 4 1943.

۱۵۔ جی ایم سید ۱۷ جنوری ۱۹۰۴ء کو پیدا ہوئے۔ طویل عمر میں ۲۵ اپریل ۱۹۹۵ء کو وفات پائی۔ آپ نے آخر دم تک سرگرم سیاسی زندگی گذاری اور کتنی ہی تحاریک کو جنم دیا۔ آپ نے پچاس سے زیادہ کتب لکھ کر سندھ کی ہم عصر تاریخ کے متعلق بہت سا مواد لکھ کر محفوظ کیا ہے۔